

سائل و مسائل

علمبرداران حق کا قافلہ کی منزل میں

ذیل کے چند خطوط کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہو سکے گا کہ تحریک اسلامی کو قبول کر لینے کی وجہ سے ہمارے رفقاء کن کن مشکلات میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ بس جہاں کوئی سلیم الفطرت انسان خلوص و درانت کے ساتھ خدا کا کام کرنے اٹھا، خدا کے بندے اس کے راستہ میں طرح طرح سے حائل ہونے لگے۔ طرہ نما شاہیہ کہ اس تصادم کا آغاز باعموم گھر کی چار دیواری سے ہوتا ہے، ماں اور باپ، بہن اور بھائی ہی اعلان جنگ کرنے میں بہت کرتے ہیں۔

مگر یہ سب کچھ توقع کے خلاف نہیں ہے، اس راہ میں ہمیشہ ہی پیش آیا ہے اور آج بھی یہی پیش آسکتا ہے۔ خوش بخت ہیں وہ لوگ جو غیر اللہ کے مظاہرہ غیظ و غضب کا مقابلہ کرنے کے لیے خدا سے استقامت کی توفیق پائیں۔

سوال :- میں اپنے حالات مختصر پیش کرتا ہوں۔ مجھے بتلایے کہ کون سا طریق کار اختیار کروں کہ میرے اسلام میں فرق نہ آئے

(۱) والدین اٹھتے بیٹھتے اصرار کر رہے ہیں کہ ملازمت پر واپس چلا جاؤں۔ بحالت موجودہ وہ نہ صرف اپنا بلکہ خدا کا ناز بھی گروانے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ صرف ایسے وقت پر والدین کی نافرمانی جائز ہے جب وہ یہ کہیں کہ خدا کو نہ ناز۔ باقی تمام امور میں والدین کا حکم شرعی طور پر واجب التفہیم ہے۔ عنقریب وہ اعلان کرنے والے ہیں کہ نوکری پر چلا جاؤں تو بہتر و مذہبیر ان سے کوئی تعلق نہ رہ سکے گا۔ بس وہ اتنی رعایت مجھے دیتے ہیں کہ اگر میں مستقل طور پر ملازمت اختیار کرنا نہیں چاہتا تو کم از کم سال ڈیڑھ سال اور اختیار کیے رکھوں، حتیٰ کہ میرے چھوٹے بھائی بی۔ اے کر لیں اور میری خانی جگہ کو پر کر سکیں۔ اس مسئلہ میں گنہگار اپنے سر پیچے ہاں

(۲) ادھر عوام میں میری بے اثری بڑھ رہی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جس ذوق و شوق سے دوران ملازمت میں لوگ میری بات سن کر تھے یا حمایت کا دم بھرا کرتے تھے اب وہ ختم ہو رہا ہے۔ بلکہ میری باتوں کا ان پر اثر ہوتا ہے۔

(۳) بڑے بھائی بتلاتے ہیں کہ اگر نوکری حرام ہے تو زمینداری کوئی حلال ہے۔ ہماری زمین سرکار (ایک ریاست) نے ہمارے ابا و جداد کو بخشش کے طور پر دی تھی وہ تو ہمارے نظریہ کی رو سے حلال آمدنی قطعاً نہیں دے سکتی۔ علاوہ بریں اسلام میں زمیندارہ سسٹم سے ناجائز ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے وادانے اپنی جائداد بروئے شریعت تقسیم نہیں کی تھی۔ ان کی وراثت صرف زمینہ اولاد میں چلی ہے اور مستورات کو محروم رکھا گیا ہے۔ پھر نوکری کو حرام کہنے کے بعد ابھی جائداد پر کوئی شخص کیسے ہر اوقات کر سکتا ہے؟

(۴) سلفوں کی اکثریت جماعت اور شرک میں مبتلا ہے۔ قبروں پر حاجات لے کر جانے اور نہ جانے کا سوال بہت اہمیت اختیار کیا ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں اگر مصلحت سکوت کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ حق کو قبول کرنے کے ساتھ لوگ شرک کرنے کی گنجائش کو بھی بحال رکھیں یوں بھی صحت اندیشی تاکہ آخر بھانڈا پھوٹتا ہے اور لوگوں کو معلوم ہو کہ رہتا ہے کہ ہم قبروں پر جا کر حاجات طلب کرنے کے خلاف ہیں۔ جہاں یہ بات کھلی بس فوراً ہی آدمی کو وہابی کا سٹیمپنگ ملتا اور کسی کو وہابی قرار دینے کے بعد لوگ اس کی بات سننے پر آمادہ ہی نہیں ہوتے بلکہ اس سے بدکنے لگتے ہیں کہ کہیں یہ فوراً ہی عفا نہ کرے اس عمل پر پتھر نہ پھینک مارے جس کی تعمیر میں ان کے آباء و اجداد نے پیسے بوائے ہیں اور جس کی حفاظت میں عریں گزار دی گئی ہیں۔ میں بھی اب اسی خدشہ کا جوت بن رہا ہوں۔

جواب :- آپ کا غایت نامہ ملا۔ آپ اب اسی مرحلہ پر پہنچ گئے ہیں جس سے میں نے آپ کو یہاں پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا۔ میں اس معاملہ میں آپ سے یہ نہیں کہوں گا کہ آپ کیا رویہ اختیار کریں۔ اس کا فیصلہ آپ کو بالکل اپنے قلب و ضمیر کی آواز پر کرنا چاہیے اور اپنی ہمت کا جائزہ لے لیتا چاہیے۔ ہر حال جو فیصلہ بھی آپ کریں۔ ٹھنڈے دل سے کریں اور خدا سے دعا مانگتے رہیں کہ آپ کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس کے بعد پسپائی کی نوبت آئے۔ پسپا ہونے سے اقدام نہ کرنا زیادہ بہتر ہے۔

فیصلہ کو آپ کے اپنے ضمیر پر چھوڑنے کے بعد میں صرف ان دلائل کا جواب دیتا ہوں جو آپ کے مقابلہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔
(۱) عذاب و ثواب کوئی کسی کا دنیا میں نہیں اٹھا سکتا۔ ہر شخص اپنے عذاب و ثواب کا خود عامل ہے۔ میرے کہنے سے اگر آپ کوئی گناہ کریں تو میں کہنے کا گنہگار ہوں گا اور آپ کرنے کے گنہگار ہوں گے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ کے کرنے کا گناہ بھی کہنے والے کی طرف منتقل ہو جائے۔

(۲) والدین کی فرمانبرداری صرف اسی حد تک ہے جس حد تک ان کی فرمانبرداری سے خالق کی نافرمانی لازم نہ آتی ہو۔ اگر وہ کسی معصیت کا حکم دیں تو ان کی اطاعت کرنا صرف یہی نہیں کہ فرض نہیں ہے بلکہ الٹا گناہ ہے۔

(۳) جس فعل کو آپ خود معصیت سمجھتے ہوں اسے ڈیڑھ یا دو سال تک صرف اس لیے کرتے رہنا کہ خاندان کا ایک اور فرد آپ کے بجائے اس معصیت کے لیے تیار ہو جائے، بالکل ایک غلط فعل ہے۔ اگر آپ اپنے عقیدہ میں صادق ہیں تو آپ کی یہ دلی خواہش ہونی چاہیے کہ نہ صرف آپ خود اس سے بچیں بلکہ خدا کا ہر بندہ اس سے محفوظ رہے۔

(۴) یہ کہنا غلط ہے کہ اسلام میں زمینداری سب سے ناجائز ہے۔ زمین کی کھیتی ملکیت کو اسلام تسلیم کرتا ہے اور اگر کوئی شخص خود کاشت نہ کر سکتا ہو تو بٹائی پر دوسرے کو دینا جائز ہے۔ البتہ ہندوستان میں زمینداری کی بعض شکلیں ایسی ضرور رائج ہو گئی ہیں جو جائز نہیں ہیں۔ اگر شرعی طریقہ پر آپ زمینداری کریں اور ناجائز فائدے اٹھانے سے بچیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۵) جو جائیداد کسی شخص کو آباء و اجداد سے ملی ہو اس کی سابق تاریخ دیکھنے کا شریعت نے اسے مکلف نہیں کیا۔ اس معاملہ میں قرآن کا قانون گزشتہ پر گرفت نہیں کرتا بلکہ حال اور مستقبل کی اصلاح ہی پر اکتفا کرتا ہے۔ اس کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ جب وہ جائیداد اس کی ملکیت میں آئے اس وقت سے اس میں شرعی طریقہ پر تصرف کرے اور سابق میں جن

لوگوں نے اس کو غلط طریقہ سے حاصل کیا تھا اور اس میں غلط تصورات کیے تھے ان کے معاملہ کو خدا پر چھوڑ دے۔ البتہ اگر کوئی چیز آپ کے قبضہ میں ایسی ہو جس کے بارے میں آپ کو متعین طور پر معلوم ہو کہ اس میں فلاں فلاں لوگوں کے غصب شدہ حقوق شامل ہیں اور وہ لوگ بھی موجود ہوں، انیز ان کا حصہ بھی متعین طور پر معلوم ہو تو اپنی حد تک ان کے حقوق واپس کر دیجیے۔

(۶) ملازمت کے زمانہ میں آپ کے ذاتی اور خانہ دانی اثر کی بدولت جو لوگ آپ کا اثر قبول کر رہے تھے وہ حقیقت میں دین کی دعوت سے متاثر نہیں ہو رہے تھے، وہ جاہ و مال کے بت کی پوجا کر رہے تھے اور آئندہ بھی اگر آپ اس پوزیشن پر رہیں تو یہ دھوکا نہ کھائیے گا کہ لوگوں کو آپ خدا پرست بنا رہے ہیں۔ سچے خدا پرست تو وہی لوگ ہوں گے جو آپ کی دنیوی پوزیشن کو دیکھ کر نہیں بلکہ آپ کی دعوت کی سچائی اور آپ کے تقویٰ کو دیکھ کر متاثر ہوں۔ میرے نزدیک تو آپ صحیح معنوں میں دعوتِ حق کے داعی اسی وقت بنیں گے جب تمام اعزازات آپ سے چھن جائیں، زمین آپ کو جگہ دینے سے انکاح کر دے اور وہ سب جو کل تک آپ کے سامنے جھکے پڑتے تھے، آپ کو رد کرنے اور آپ سے منہ پھرنے پر اتر آئیں۔ یہ صورت حال ہے تو بہت خطرناک لیکن اس راہ میں یہی کچھ مفید ہے۔ اگر خدا نے آپ کو اتنی طاقت دی کہ آپ اسے برداشت کرنے کے قابل ہو جائیں تو اس کا حقیقی فائدہ آپ کو اُس کے چل کر معلوم ہو گا اور اسی وقت آپ کو اللہ تعالیٰ جھوٹے رفیعوں کی رفتار سے بچا کر سچے رفیق بہم پہنچائے گا۔

(۷) عوام کے عقائد پر خواہ مخواہ بادل و لہر غریب لگانے سے پرہیز کرنا چاہیے لیکن اپنے عقائد پر پردہ ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ ”وہابیت“ کے الزام سے بچنے کا اہتمام نہ کیجیے۔ لوگوں نے درحقیقت مسلمان کے لیے یہ دوسرا نام تجویز کیا ہے۔ وہ گالی مسلمان کو دینا چاہتے ہیں لیکن مسلمان کہہ کر گالی دین تو اپنا اسلام خطرہ میں پڑتا ہے اس لیے وہابی کہہ کر گالی دیتے ہیں۔ اس حقیقت کو جب آپ سمجھ جائیں گے تو پھر وہابی کے خطاب سے آپ کو کوئی رنج نہ ہو گا۔ جو عقائد اور جو اعمال مشرکانہ ہیں ان سے ہر حال پرہیز کیجیے اور توحید کو اس کے اصلی تقاضوں کے ساتھ بے تکلف بیان کیجیے۔ شرک اور مشرکانہ باتوں سے پرہیز اور توحید اور مقنناتِ توحید کی پابندی اگر وہابیت ہے تو خدا اپنے ہر بندے کو وہابی ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور غیر وہابی ہونے سے بچائے۔

سوال :- موبجاتی اجتماع سے واپس آنے پر میں بیکار ان پریشانیوں میں مبتلا ہو گیا ہوں جو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں۔ آپ کی شدید مصروفیات کا علم رکھنے کے باوجود ان احوال کا تفصیلی تذکرہ آپ ہی کے اس ارشاد کی بنا پر کر رہا ہوں کہ اس نوعیت کے امور سے آپ کو پوری طرح مطلع رکھنا ضروری ہے۔ خیر تو ۱۹ اکتوبر کو والد مکرم کا جو گرامی نامہ موصول ہوا ہے وہ لفظ بلفظ درج ذیل ہے :-

”برخوردار نور چشم — بعد و عمارت ترقی درجات کے واضح ہو کر اب تم خود مختار ہو گئے ہو، ہماری سرپرستی کی ضرورت نہیں، کیونکہ ہم مکان پر بیارہ پڑے ہیں اور تم کو عیسویوں کی شرکت لازم اور ضروری ہے۔ اب اللہ کے فضل سے تذکرہ ہو گئے۔ ہم نے اپنی تمام کوشش سے تعلیم میں کامیاب کر لیا اور اس کا نتیجہ پایا۔ عالم باعمل ہو گئے کہ باپ کا حکم ماننا ظلم اور حکم کے خلاف قرار پایا۔ اوروں کا حکم ماننا باپ سے

زیادہ افضل! غیر تمہاری کمائی سے ہم نے اپنی مصیبت میں بڑا آرام پایا۔ آئندہ ایک پیسہ بھی ہم لینا نہیں چاہتے۔ جو تمہارا بھی چاہے کرو اور جہاں چاہے رہو، خواہ سسرال میں یا کسی اور جگہ۔ البتہ ہم اپنی صورت اس وقت تک نہیں دکھانا چاہتے جب تک جماعت سے استعفاء نہ دیدو۔ تم نے برابر اس مراقبہ میں (یعنی تحریک اسلامی کی خدمت میں) سب تعلیم کا کام خراب کر دیا۔ مگر ہمارا قصصیت کرنا بیکار ہے۔ ہم یہ واضح رہے کہ ہمارے سامنے نہ آنا۔ ہمارا غرض بہت خراب ہے۔ نقصا واللہ کم کے اس خط کا جواب راقم الحروف نے یہ لکھ دیا :-

”محرمی! کل آپ کا گرامی نامہ بدست موصول ہوا۔ اسے دیکھ کر اور آپ کی بیماری کا حال معلوم کر کے بڑا افسوس ہوا۔ یقین جانیے مجھے خبر تک نہ تھی کہ آپ بیمار ہیں۔ نہ آپ نے کوئی خط لکھا نہ مجھے کسی اور ذریعہ سے حال معلوم ہوا اور نہ میں یقیناً وہاں نہ جاتا۔ یہ ایک عذر شرعی تھا جس کی بنا پر سفر کو ملتوی کیا جاسکتا تھا۔

والدین کے احسانات اور ان کی قربانیوں کا کون انکار کر سکتا ہے۔ پھر آپ نے تو اعلیٰ تربیت کی اور دینی کم سے آراستہ کیا۔ اسی تعلیم سے مجھے یہ یقین حاصل ہوا کہ دین کو دنیا میں غالب کرنا، خدا کے کلمہ کو بلند کرنا، دنیا میں اسلام کا سر چلانا اور اس کے لیے کوشش کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ میں نے گرد و پیش کی دنیا پر نظر ڈالی اور مجھے ایک ہی جماعت آئی مقصد کے لیے صحیح طریقہ اور اصلی اور بہترین ڈھنگ سے کام کرتی ہوئی نظر آئی اور وہ جماعت ”جماعت اسلامی“ ہے۔ اس لیے اگر مجھے دین کو دنیا میں غالب کرنے کے لیے کوشش کرنی ہے تو اس سے منسلک رہنا ضروری ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ دین کے غلبہ کی کوشش اگر مسلمان کی زندگی کا مقصد نہیں تو پھر اور کیا مقصد ہے!

والدین کا حکم ماننا ضروری! ان کی اطاعت فرض! لیکن کہاں تک؟ جب تک خدا اور رسول کے حکم کے خلاف نہ ہو۔ اگر دین کو غالب کرنا ضروری ہے تو یہ کیا یونہی آرام سے بیٹھے ہوتے، بے انتھک کوشش کیے ہوئے ہو سکتا ہے؟ کیا یہ کوئی بہت سہل کام ہے؟ کیا دین کے لیے اتنی قوت اور اتنا وقت بھی صرف نہیں کرنا چاہیے جتنا ہم اپنے پیٹ کے لیے کرتے ہیں؟ کیا یہ کام تھا ایک آدمی کے کوسنے کا ہے؟ — بہر حال دین کے لیے جس جماعت میں بھی رہ کر کام کیا جائے گا اس میں وقت بھی صرف ہوگا، مال بھی خرچ کرنا ہوگا، تکلیف بھی ہوگی، کچھ دنیاوی کاموں کا حرج بھی ہوگا، اور کسی دوسری قوت سے تصادم کا ڈر بھی ہوگا اور انچکنیخ فراخیں گے۔ پھر اللہ! آپ ہی بتائیے کہ اس کام کی اور کیا صورت ہو سکتی ہے؟ آپ کی سرپرستی سنہ مخدوم ہو جانا میری انتہائی ہنسی ہے۔ لیکن یہ تو خیال فرمائیے کہ آپ کس چیز سے مجھے منع فرما رہے ہیں۔ ذرا غور تو کیجیے کہیں یہ حکم خدا کے خلاف نہیں ہے؟ قل مان کان اباءکم و ابناءکم و اخوانکم و عشیرتکم و اموالکم و اقربانکم و انفسکم و تجارتکم و تنسوا فی سبیلہ فاتربوا حقن یا قی اللہ بامری۔ واللہ کا بیعتی القوم الغافلین (سورہ قمر) ترجمہ :- اے نبی! فرمائیے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے خاندان، تمہارے وہ اموال جو تم نے محنت سے کمائے ہیں اور تمہاری وہ سوداگری جس میں گناہاں پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو اور تمہاری وہ رغبت آرام گاہیں نہیں اللہ اس کے رسول اور اس کی راہ میں سر توڑ کوشش کرنے کے مقابلہ میں عبرت لی تو تمہارا کردار اس گمراہی کا کہ اللہ کا فیصلہ صادر ہو جائے۔ اور یاد رکھو کہ اللہ ناسقون کو ہدایت نہیں بخشتا۔

میں سخت حیرت اور انتہائی افسوس کے ساتھ دیکھ رہا ہوں کہ دین کے غلبہ کے لیے جو کوششیں میں کر رہا ہوں اس پر آپ ناراض ہیں۔ آخر آپ ہی فرمائیے کہ اس صورت میں میاں فرض کیا ہے؟ مندرجہ بالا آیت کو ملحوظ رکھ کر سوچئے۔

حاضر ہونے کو جی چاہتا ہے مگر آپ کے عتاب سے خائف ہوں۔ دیکھیے آپ کیا اجازت عنایت فرماتے ہیں۔
یہ جواب اس پس منظر کی بنا پر لکھا گیا تھا کہ والد صاحب وقت کی اماعت، اہل مال اور خون قوت تسلط کی بنا پر جماعت میں کام کرنے سے منع کرتے ہیں نیز یہ کہ ان کے اشارے پر..... سے ایک بہت مدلل قسم کا طریقہ و عین خط آیا تھا جس کا محصل یہ تھا کہ بہر حال حق و اسلام جماعت، اسلامی میں منحصر نہیں، تنہا کام کیجئے یا کسی اور جماعت میں رہ کر۔
والد محترم کی طرف سے مجھے ابھی تک منظور بالا ولیفہ کا جواب نہیں ملا ہے۔ اندر میں حالات مناسب ہدایات سے مستفید فرمائیے۔

جواب :- آپ نے والدین کے عتاب پر جو جواب دیا ہے وہ بہت معقول ہے۔ مسلمان کی زندگی ایک ہدایت مندانہ زندگی کا نام ہے جس میں تمام حقوق و فرائض کا مناسب لحاظ ہونا چاہیے اور کسی حق یا فرض کی اماعت نہ ہونی چاہیے۔ الایہ کہ ایک حق کو دوسرے حق پر اس حد تک قربان کیا جائے جس حد تک ایسا کرنا شرعاً ضروری ہو۔ والدین کا حق خدا کے حق کے بعد سب سے بڑا ہے، لیکن بہر حال خدا کے حقوق کے بعد ہی اس پر مقدم کسی طرح نہیں ہے۔ پس جہاں خدا کا حق اور اگر کے لیے والدین کے حق میں کوئی کمی کرنا بالکل ناگزیر ہو وہاں موقع محل کو ٹھیک ٹھیک ملحوظ رکھتے ہوئے صرف اسی حد تک کمی کی جائے اور ساتھ ساتھ ان کے عتاب اور خشم کو نہایت تحمل اور تواضع کے ساتھ برداشت کیا جائے۔ ان کی سختی کے مقابلہ میں اذیت نہ کیجئے، مگر جس چیز کو آپ اپنی دینی بصیرت کے مطابق دین سمجھتے ہیں اس سے والدین کو خوش کرنے کے لیے بال پر اب بھی نہ چلیئے۔ اولاد پر والدین کی خدمت، اطاعت اور ادب فرض ہے لیکن ان کی خاطر ضمیر کی تسربانی فرض نہیں ہے۔ خصوصاً اس ضمیر کی جو دین کی روشنی سے منور ہو چکا ہو۔

اس معاملہ میں آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنی چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی متعدد صحابہ کرام کو مشکل پیش آ چکی ہے۔ اس وقت حضورؐ کی رہنمائی میں صحابہ کرام نے اپنے ان والدین کے ساتھ جو راہیں لیں کسی نہ کسی طرح مزاحم ہو رہے تھے، جو طرز عمل اختیار کیا اس کو ملحوظ رکھیے۔

سوال :- ہمارے ہاں کے ایک نوجوان بن جماعت..... میں اپنے بڑے بھائی کی زیر سرپرستی تجارت کر رہے ہیں لیکن دین میں احکام شریعت کی پابندی اور وقت پر نہ ڈھٹانے کے لیے چلے جانے کی بنا پر ان کے بڑے بھائی سخت برہم ہیں اور ان پر سختی کر رہے ہیں۔ اب تک ان کے کئی خطوط میرے نام آچکے ہیں جن میں انہوں نے لکھا ہے کہ تیرا (یعنی راقم الحروف کی) وجہ سے میرا بھائی خراب ہو گیا ہے، اس پر دیرانگی طاری ہے، کاروبار میں اسے کوئی دلچسپی نہیں رہی، رات دن تیرا ولیفہ پڑتا ہے، تو شیطان ہے، انسان کی شکل میں نہیں ہے، ماں باپ اور اولاد میں اور بھائی میں جدائی ڈالتا ہے، میرے بھائی سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھو، اس کے نام نہ خط لکھو نہ سہاوی اجتماع میں شرکت کی دعوت دے، بلکہ اس کو جماعت سے خارج کر دے ورنہ.....!

اس مسئلہ میں مناسب ہدایات سے ہماری رہنمائی کیجیے۔

جواب :- جہاں خاندان کے لوگ جاہلیت میں مبتلا ہوں اور راہ راست پر چلے نہیں اپنے بھائی بندوں کی مزاحمت کرتے ہوں وہاں قوی الواقعہ جدائی ڈالنا ہی ہمارا کام ہے۔ ایسے اعزاء و اقربا اور دوستوں سے اہل ایمان کو بٹانا نہیں بلکہ توڑنا اور کاٹنا ہی ہمارے پیش نظر ہے۔ لہذا جو الزام ہمارے رفیق کے بھائی نے آپ پر لگایا ہے اس کی تردید کی ضرورت نہیں بلکہ صاف صاف اطراف کی ضرورت ہے اور بہت نرمی کے ساتھ ان کو اس بات سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے کہ اگر وہ اس غلط فہمی کو میل اور موافقت میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو خدا پرستی اور دینداری میں فراہم ہونے کے بجائے مددگار اور ساتھی بننے کی کوشش کریں ورنہ ہم اور ہمارے رفیق اپنے طرز عمل پر قائم رہیں گے اور آپ کو اختیار ہے کہ جو سلوک آپ کا نفس ہمارے ساتھ کرنا چاہتا ہے وہ کر لیں یہ خیال رکھیے کہ آپ کی طرف سے کوئی بات مذہب یا اشتعال دلانے والی نہ ہو بلکہ صبر و تحمل کے ساتھ اس شخص کے نفس کی اصلاح کرنے کی کوشش کیجیے جس کو جاہلیت کے غلبہ نے اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ وہ اس آیت کا حذاق بن گیا : اٰرَآیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی عِبْدَآءِ اللّٰہِ جُلٰتٰی۔

درحقیقت یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے گروہ میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جن کو ناز کی پابندی تک گوارا نہیں ہے۔ خود پابندی کرنا تو درکنار دوسرا اگر کرتا ہے تو اس پر بھی گہرتے ہیں۔ ایسے مسلمانوں کی حالت پر اگر کبھی ہم تنقید کرتے ہیں تو ہمیں غار جیت کا طعنہ دیا جاتا ہے۔

سوال :- میں فرض تعلیم اسی سال..... چلا گیا تھا۔ ڈاڑھی رکھ کر گھر واپس آیا تو تمام دوست و احباب تنگ کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ خود والد مکرم بھی بہت شدت مجبور کر رہے ہیں کہ ”ڈاڑھی صاف کرادو کیونکہ اس کی وجہ سے تم بڑے بڑے معلوم ہوتے ہو۔ اگر اصرار سے کام لو گے تو ہم تم سے کوئی تعلق نہ رکھیں گے“ اگر سے بچنے پر دست بستہ تنگ کرتے ہیں اس لیے مجبوراً غار نشینی اختیار کرنی ہے۔ لیکن ستم تو یہ ہے کہ اب چند اصحاب کی طرف سے یہ پیغام ملا ہے کہ ”اگر آٹھ یوم میں ہمارا مطالبہ پورا نہ کیا گیا یعنی ڈاڑھی نہ نڈوائی گئی تو تمام برادری سے متفقہ بائیکاٹ کرایا جائے گا۔ بڑی عمر میں یہ شوق رکھ لینا گراہ اگر رکھو گے تو زبردستی سے کام لیا جائے گا۔“ میں ڈاڑھی کو پابندی احکام شریعت میں بہت مدد پاتا ہوں۔ مثلاً مجھے سینا مینی کا شوق تھا مگر اب ڈاڑھی رکھنے کے بعد سینا ہال میں جانے سے شرم معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جب فیاض کے دلائل سنتا ہوں تو کبھی کبھی یہ شبہ ہوتا ہے کہ شاید یہی لوگ ٹھیک کہتے ہیں مگر پھر یہ جذبہ کام کرنے لگ جاتا ہے کہ چاہے پوری دنیا میری مخالفت پر اتر آئے، میرے رویہ میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔ شہریری رہنمائی کیجیے تاکہ مجھے اطمینان نصیب ہو۔

جواب :- جب آپ نے سنت رسول کچھ کر لیا ہے تو پھر کسی کے اعتراض و مخالفت کی پروا نہ کیجیے اور بس کہہ دیجیے کہ یہ ڈاڑھی پہننے کے لیے آئی ہے، جانے کے لیے نہیں آئی، اس کے ہوتے ہوئے اگر آپ میرے ساتھ تعلقات رکھ سکتے ہیں تو رکھیے امد اگر آپ کے لیے سنت رسول اس قدر ناقابل برداشت ہے کہ اس کی وجہ سے میرے ساتھ بھی تعلق رکھنا ناگوار ہے تو بخوشی قطع تعلق کر لیجئے، میرے لیے خدا اور رسول کافی ہیں۔